اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

/makhtarraza1011

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ

ماخوذ: فضائل صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم

از افادات

مخدومِ اہلسنت، آبروئے سنیت، خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مردِ مومن، مردِ حق

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ

آن لائن پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ

رجب ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یزید نے مدینہ منورہ کے گورنر ولید بن عتبہ کو لکھا کہ ''حسین، ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے فوری طور پر بیعت لے لو اور جب تک وہ بیعت نہ کریں انہیں مت چھوڑو''۔

(تاریخ کامل ج۴: ۱۴)

امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور مکہ تشریف لے گئے۔ آپ کے نزدیک یزید مسلمانوں کی امامت وسیادت کے ہرگز لائق نہیں تھا بلکہ فاسق وفاجر، شرابی اور ظالم تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں نے متعدد خطوط لکھے اور کئی قاصد بھیجے کہ آپ کوفے آئیں، ہمارا کوئی امام نہیں ہے، ہم آپ سے بیعت کریں گے۔ خطوط اور قاصدوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ مجھ پر انکی راہنمائی کے لیے اور انہیں فاسق وفاجر کی بیعت سے بچانے کے لیے جانا ضروری ہو گیا ہے۔ حالات سے آگہی کے لیے آپ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا جن کے ہاتھ پر بیشمار لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی لیکن جب ابن زیاد نے دھمکیاں دیں تو وہ اپنی بیعت سے پھر گئے اور مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔ آپ کو انکی شہادت اور اہلِ کوفہ کی بیوفائی کی خبر اسوقت ملی جب آپ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تفصیلی واقعات جاننے کے لیے صدرُ الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ کی کتاب ''سوانح کربلا'' کا مطالعہ کیجیے۔

مختصر یہ ہے کہ حسینی قافلے میں بچے، خواتین اور مرد ملا کر بیاسی نفوس تھے جو کہ

جنگ کے ارادے سے بھی نہیں آئے تھے۔انکے مقابلے کے لیے یزیدی فوج بائیس ہزار سوار و پیادہ مسلح افراد پر مشتمل تھی۔اسکے باوجود ظالموں نے اہلبیت اطہار پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا۔تین دن کے بھوکے پیاسے امام عالی مقام اپنے اٹھارہ (۱۸) اہلبیت اور دیگر چوّن (۵۴) جانثاروں کے ہمراہ دس محرم ۶۱ ھ کو کربلا میں نہایت بیدردی سے شہید کر دیے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ گیسوئے مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں خون سے بھری ہوئی ایک بوتل ہے۔میں عرض گذار ہوا،میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ کیا ہے؟فرمایا، یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔میں دن بھر اسے جمع کرتا رہا ہوں۔میں نے وہ وقت یاد رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اسی وقت شہید کیے گئے تھے۔

(مسند احمد،مشکوٰۃ)

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ زار و قطار رو رہی تھیں۔میں نے عرض کی،آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ سرِ اقدس اور داڑھی مبارک گرد آلود ہے۔میں عرض گزار ہوئی ، یارسول اللہ ﷺ! آپ کو کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا، میں ابھی ابھی حسین کی شہادت گاہ سے آ رہا ہوں۔

(ترمذی)

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ اقدس جسم سے جدا کر کے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ ابن زیاد ایک چھڑی آپ کے مبارک ہونٹوں پر مارنے لگا۔صحابیٔ رسول،حضرت زید بن

ارقم رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ان سے برداشت نہ ہوسکا اور وہ پکار اٹھے،''ان لبوں سے چھڑی ہٹالو۔خدا کی قسم!میں نے بارہا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ ان مبارک لبوں کو چومتے تھے''۔یہ فرما کر وہ زار وقطار رونے لگے۔ابن زیاد بولا،خدا کی قسم!اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو میں تجھے بھی قتل کروادیتا۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی واقعہ مروی ہے جو ترمذی کے حوالے سے پہلے تحریر کیا جا چکا ہے۔

امامِ پاک اور یزید پلید:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزید کا اس واقعہ سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں تھا،جو کچھ کیا وہ ابن زیاد نے کیا۔چند تاریخی شواہد پیشِ خدمت ہیں جن سے اہلِ حق وانصاف خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ان تمام واقعات سے یزید کا کس قدر تعلق ہے۔عظیم مؤرخ علامہ طبری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں،یزید نے ابن زیاد کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ ''مسلم بن عقیل کو جہاں پاؤ قتل کردو یا شہر سے نکال دو''۔

(تاریخ طبری ج ۴:۱۷۶)

پھر جب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور ہانی کو شہید کردیا گیا تو ابن زیاد نے ان دونوں کے سر کاٹ کر یزید کے پاس دمشق بھیجے۔اس پر یزید نے ابن زیاد کو خط لکھ کر اس کا شکریہ ادا کیا۔(تاریخ کامل ج ۶:۳۶) یہ بھی لکھا،''جو میں چاہتا تھا تو نے وہی کیا،تو نے عاقلانہ کام اور دلیرانہ حملہ کیا''۔

(تاریخ طبری ج ۴:۱۷۳)

اب یہ بھی جان لیجیے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزید کا پہلا ردعمل کیا تھا؟ علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں، ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ اقدس آپ کے قاتل کے ہاتھ یزید کے پاس بھیج دیا۔ اس نے وہ سرِ اقدس یزید کے سامنے رکھ دیا۔ اسوقت وہاں صحابئ رسول، حضرت ابو برزۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یزید ایک چھڑی امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک لبوں پر مارنے لگا اور اس نے یہ شعر پڑھے:

''انہوں نے ایسے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا جو ہمیں عزیز تھے لیکن وہ بہت نافرمان اور ظالم تھے''۔

حضرت ابو برزۃ رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہوسکا اور انہوں نے فرمایا، ''اے یزید! اپنی چھڑی کو ہٹا لو۔ خدا کی قسم! میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک منہ کو چومتے تھے''۔

(تاریخ طبری ج ۴: ۱۸۱)

مشہور مؤرخین علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں اور علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے تاریخ کامل میں اس واقعہ کو تحریر کیا ہے۔ اس میں یہ زائد ہے کہ حضرت ابو برزۃ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا، ''بلاشبہ یہ قیامت کے دن آئیں گے تو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے شفیع ہونگے اور اے یزید! جب تو آئے گا تو تیرا سفارشی ابن زیاد ہوگا''۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور محفل سے چلے گئے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸: ۱۹۷)

اب آپ خود ہی فیصلہ کیجیے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر یزید کو کس قدر افسوس اور دکھ ہوا تھا۔ جو سنگدل نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کو اپنے سامنے رکھ کر متکبرانہ شعر

پڑھتا ہے اور ان مبارک لبوں پر اپنی چھڑی مارتا ہے جو محبوبِ کبریا ﷺ اکثر چوما کرتے تھے، کیا وہ لعنت وملامت کا مستحق نہیں؟

اہلبیتِ نبوت سے اس کی عداوت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب اہلبیت نبوت کا یہ مصیبت زدہ قافلہ ابن زیاد نے یزید کے پاس بھیجا تو اس نے ملک شام کے امراء اور درباریوں کو جمع کیا پھر بھرے دربار میں خانوادۂ نبوت کی خواتین اسکے سامنے پیش کی گئیں اور اس کے سب درباریوں نے یزید کو اس فتح پر مبارکبا ددی۔

(طبری ج ۴: ۱۸۱، البدایہ والنہایہ ج ۸: ۱۹۷)

یزید کے خبثِ باطن اور عداوتِ اہلبیت کی ایک اور شرمناک مثال ملاحظہ کیجیے۔ اس عام دربار میں ایک شامی کھڑا ہوا اور اہلبیت میں سے سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا، یہ مجھے بخش دو۔ معصوم سیدہ یہ سن کر لرز گئی اور اس نے اپنی بڑی بہن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے گرج کر کہا، تو جھوٹ بکتا ہے۔ یہ نہ تجھے مل سکتی ہے اور نہ اس یزید کو۔

یزید یہ سن کر طیش میں آ گیا اور بولا، تم جھوٹ بولتی ہو۔ خدا کی قسم! یہ میرے قبضے میں ہے اور اگر میں اسے دینا چاہوں تو دے سکتا ہوں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے گرجدار آواز میں کہا، ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! تمہیں ایسا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے کوئی حق نہیں دیا۔ سوائے اسکے کہ تم اعلانیہ ہماری امت سے نکل جاؤ اور ہمارے دین کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کر لو۔

یزید نے طیش میں آ کر کہا، تو ہمارا مقابلہ کرتی ہے، تیرا باپ اور تیرے بھائی دین سے خارج ہو گئے ہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ کے دین اور میرے باپ،

میرے بھائی اور میرے نانا کے دین سے تو نے، تیرے باپ نے اور تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے۔ یزید نے کہا، تو نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا، تو زبردستی امیرُ المؤمنین ہے، تو ظالم ہو کر گالیاں دیتا ہے اور اپنے اقتدار سے غالب آتا ہے۔ یزید یہ سن کر چپ ہو گیا۔ اُس شامی نے پھر وہی سوال کیا تو یزید نے کہا، دور ہو جا، خدا تجھے موت دے۔

(تاریخ طبری ج ۴: ۱۸۱، البدایہ والنہایہ ج ۸: ۱۹۷)

بعض لوگ یزید کے افسوس وندامت کا ذکر کر کے اسے بے قصور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی ندامت کی حقیقت علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کے قلم سے پڑھیے:

وہ رقمطراز ہیں، ''جب امام عالی مقام کا سرِ اقدس یزید کے پاس پہنچا تو یزید کے دل میں ابن زیاد کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور جو اس نے کیا تھا اس پر یزید بڑا خوش ہوا۔ لیکن جب اسے یہ خبریں ملنے لگیں کہ اس وجہ سے لوگ اس سے نفرت کرنے لگے ہیں، اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اسے گالیاں دیتے ہیں تو پھر وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر نادم ہوا''۔

(تاریخ کامل ج ۴: ۸۷)

پھر اس نے کہا، ''ابن زیاد نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے مجھے مسلمانوں کی نگاہوں میں مبغوض بنا دیا ہے، انکے دلوں میں میری عداوت بھر دی ہے اور ہر نیک و بد شخص مجھ سے نفرت کرنے لگا ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے میں نے بڑا ظلم کیا ہے۔ خدا ابن زیاد پر لعنت کرے اور اس پر غضب نازل کرے، اس نے مجھے برباد کر دیا''۔

(ایضاً)

یزید کی ندامت و پشیمانی کی وجہ آپ نے پڑھ لی ہے۔ اس ندامت کا عدل

وانصاف سے ذرا سا بھی تعلق نہیں ورنہ ایک عام مسلمان بھی قتل کر دیا جائے تو قاتل سے قصاص لینا حاکم پر فرض ہوتا ہے۔ یہاں تو خاندانِ نبوت کے قتلِ عام کا معاملہ تھا۔ ابن زیاد، ابن سعد، شمر ملعون وغیرہ سے قصاص لینا تو درکنار کسی کو اس کے عہدے سے برطرف تک نہ کیا گیا اور نہ ہی کوئی تادیبی کاروائی ہوئی۔

یزید فاسق وفاجر تھا:

بعض جہلاء کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ پر لازم تھا کہ وہ یزید کی اطاعت کرتے۔ اس خیالِ بد کے رَد میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہوسکتا تھا اور مسلمانوں پر اسکی اطاعت کیسے لازم ہوسکتی تھی جبکہ اُس وقت کے صحابہ کرام اور صحابہ کی جو اولاد موجود تھی، سب اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ سے چند لوگ اسکے پاس شام میں زبردستی پہنچائے گئے تھے۔ وہ یزید کے ناپسندیدہ اعمال دیکھ کر واپس مدینہ چلے آئے اور عارضی بیعت کو فسخ کر دیا۔ ان لوگوں نے برملا کہا کہ یزید خدا کا دشمن ہے، شراب نوش ہے، تارکُ الصلوٰۃ ہے، زانی ہے، فاسق ہے اور محارم سے صحبت کرنے سے بھی باز نہیں آتا''۔

(تکمیل الایمان: ۱۷۸)

یزید کے فسق وفجور کے متعلق اکابر صحابہ وتابعین کے اقوال تاریخ طبری، تاریخ کامل اور تاریخ الخلفاء میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہما کا ارشاد پیشِ خدمت ہے۔

آپ فرماتے ہیں، ''خدا کی قسم! ہم یزید کے خلاف اُس وقت اٹھ کھڑے ہوئے جب ہمیں یہ خوف لاحق ہوگیا کہ (اسکی بدکاریوں کی وجہ سے) ہم پر کہیں آسمان سے پتھر

نہ برس پڑیں کیونکہ یہ شخص ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیتا تھا، شراب پیتا تھا اور نماز چھوڑتا تھا''۔

(طبقات ابن سعد ج ۵:۶۶ ،ابن اثیر ج ۴:۴۱ ،تاریخ الخلفاء:۳۰۶)

امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدی لشکر کے سامنے جو خطبہ دیا اس میں بھی یزید کے خلاف نکلنے کی یہی وجہ ارشاد فرمائی ''خبردار! بیشک ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کر لی ہے اور رحمان کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے اور فتنہ وفساد برپا کر دیا ہے اور حدودِ شرعی کو معطل کر دیا ہے۔ یہ محاصل کو اپنے لیے خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ باتوں کو حلال اور حلال کردہ کو حرام قرار دیتے ہیں''۔

(تاریخ ابن اثیر ج ۴:۲۰)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ہمارے نزدیک یزید مبغوض ترین انسان تھا۔ اس بد بخت نے جو کارہائے بدسرانجام دیے وہ اس امت میں سے کسی نے نہیں کیے۔ شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہانتِ اہلبیت سے فارغ ہو کر اس بد بخت نے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی اور اس مقدس شہر کی بیحرمتی کے بعد اہلِ مدینہ کے خون سے ہاتھ رنگے اور باقی ماندہ صحابہ وتابعین کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ مدینہ منورہ کی تخریب کے بعد اس نے مکہ معظّمہ کی تباہی کا حکم دیا اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذمہ دار ٹھہرا۔ اور انہی حالات میں وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔

(تکمیل الایمان:۱۷۹)

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں، ''یزید پلید قطعاً یقیناً باجماعِ اہلسنت، فاسق وفاجر وجری علی الکبائر تھا''۔ پھر اسکے کرتوت

ومظالم لکھ کر فرماتے ہیں، ”ملعون ہے وہ جوان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے، قرآن کریم میں صراحۃً اس پر لَعَنَهُمُ اللهُ فرمایا“۔

(عرفانِ شریعت)

”یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا۔ معاذ اللہ اس سے اور ریحانۂ رسول ﷺ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا نسبت۔ آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملے میں کیا دخل ہے ہمارے وہ بھی شہزادے وہ بھی شہزادے۔ ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی، مستحقِ جہنم ہے“۔

(بہار شریعت حصہ ۱: ۷۸)

کیا یزید مستحقِ لعنت ہے؟

محدث ابن جوزی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے انکے بیٹے صالح رحمہ اللہ نے عرض کی، ایک قوم ہماری طرف یہ منسوب کرتی ہے کہ ہم یزید کے دوست اور حمایتی ہیں۔ فرمایا، اے بیٹا! جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ یزید کی دوستی کا دعویٰ کیسے کرسکتا ہے۔ بلکہ میں اس پر کیوں نہ اس پر لعنت بھیجوں جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں لعنت بھیجی ہے۔ میں نے عرض کی، رب تعالیٰ نے قرآن میں کس جگہ اس پر لعنت بھیجی ہے؟ فرمایا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ○ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ ○ (محمد: ۲۲، ۲۳)

”تو کیا تمہارے یہ لچھن (کرتوت) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔ یہ ہیں وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق (سننے

سے بہرا کر دیا اور اُن کی آنکھیں پھوڑ دیں (یعنی انہیں حق دیکھنے سے اندھا کر دیا)''۔

(کنز الایمان)

پھر فرمایا، **فهل يكون فساد اعظم من هذا القتل**۔ بتاؤ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے بھی بڑا کوئی فساد ہے؟

(الصواعق المحرقۃ:۳۳۳)

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ''حق یہ ہے کہ یزید کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی اور خوش ہونا، اور اہلبیتِ نبوت کی اہانت کرنا ان امور میں سے ہے جو تواترِ معنوی کے ساتھ ثابت ہیں اگرچہ انکی تفاصیل احاد ہیں۔ تو اب ہم توقف نہیں کرتے اسکی شان میں بلکہ اس کے ایمان میں۔ اللہ تعالیٰ اس (یزید) پر، اس کے دوستوں پر اور اسکے مددگاروں پر لعنت بھیجے''۔

(شرح عقائد نسفی:۱۰۲)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کرکے فرماتے ہیں:

''ابن زیاد، یزید اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل، تینوں پر اللہ کی لعنت ہو''۔

(تاریخ الخلفاء:۳۰۴)

مشہور مفسر علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں، میرے نزدیک یزید جیسے معیّن شخص پر لعنت کرنا قطعاً جائز ہے اور اس جیسے فاسق کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ظاہر یہی ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اور اسکی توبہ کا احتمال اسکے ایمان سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ یزید کے ساتھ ابن زیاد، ابن سعد اور اسکی جماعت کو بھی شامل کیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان سب پر، انکے ساتھیوں اور مددگاروں پر اور انکے گروہ پر اور جو بھی انکی طرف مائل ہو

قیامت تک اور اس وقت تک کہ کوئی بھی آنکھ ابو عبداللہ حسین رضی اللہ عنہ پر آنسو بہائے''۔

(روح المعانی ج ۲۶:۶۶)

پس ثابت ہو گیا کہ یزید پلید لعنت کا مستحق ہے۔ البتہ ہمارے نزدیک اس ملعون پر لعنت بھیجنے میں وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ ذکرِ الٰہی میں اور نبی کریم ﷺ اور انکی آل پر درود و سلام پڑھنے میں مشغول رہا جائے۔

مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ پر حملہ:

جب ۶۳ھ میں یزید کو یہ خبر ملی کہ اہلِ مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے ایک عظیم لشکر مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے روانہ کیا۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس لشکر کے سالار اور اسکے سیاہ کارناموں کے متعلق لکھتے ہیں:

''مسلم بن عقبہ جسے اسلاف مسرف بن عقبہ کہتے ہیں، خدا اس کو ذلیل و رسوا کرے، وہ بڑا جاہل اور اجڈ بوڑھا تھا۔ اس نے یزید کے حکم کے مطابق مدینہ طیبہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ یزید کو کبھی جزائے خیر نہ دے، اس لشکر نے بہت سے بزرگوں اور قاریوں کو قتل کیا اور اموال لوٹ لیے''۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸:۲۲۰)

مدینہ طیبہ کو مباح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں جس کو چاہو قتل کرو، جو مال چاہو لوٹ لو اور جسکی چاہو آبروریزی کرو (العیاذ باللہ)۔ یزیدی لشکر کے کرتوت پڑھ کر ہر مومن خوفِ خدا سے کانپ جاتا ہے اور سکتہ میں آجاتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو اس شخص نے حلال کر دیا جسے آج لوگ امیرُ المؤمنین بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یزیدی لشکر نے عورتوں کی عصمتیں پامال کیں اور کہتے ہیں کہ ان ایام میں ایک ہزار کنواری عورتیں حاملہ ہوئیں''۔

(البدایہ ج۸:۲۲۱)

تاریخ میں اس واقعہ کو واقعۂ حرّہ کہا جاتا ہے۔اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،''شک نہیں کہ یزید نے والیٔ ملک ہوکر زمین میں فساد پھیلایا،حرمین طیبین وخود کعبۂ معظّمہ وروضۂ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں،مسجد کریم میں گھوڑے باندھے،ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے،تین دن مسجدِ نبوی بے اذان ونماز رہی،مکہ ومدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کیے گئے۔کعبۂ معظّمہ پر پتھر پھینکے،غلاف شریف پھاڑا اور جلایا،مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کردیں''۔

(عرفانِ شریعت)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایامِ حرّہ میں مسجدِ نبوی میں تین دن تک اذان واقامت نہ ہوئی۔جب بھی نماز کا وقت آتا تو میں قبرِ انور سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا تھا۔

(دارمی،مشکوٰۃ،وفاءالوفاء)

بقول علامہ سیوطی رحمہ اللہ''جب مدینہ پر لشکر کشی ہوئی تو وہاں کا کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس لشکر سے پناہ میں رہا ہو۔یزیدی لشکر کے ہاتھوں ہزاروں صحابہ شہید ہوئے،مدینہ منورہ کو خوب لوٹا گیا،ہزاروں کنواری لڑکیوں کی آبروریزی کی گئی''۔

مدینہ منورہ تباہ کرنے کے بعد یزید نے اپنا لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے

جنگ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ بھیج دیا۔اس لشکر نے مکہ پہنچ کران کا محاصرہ کرلیا اور ان پر منجنیق سے پتھر برسائے۔ان پتھروں کی چنگاریوں سے کعبہ شریف کا پردہ جل گیا،کعبہ کی چھت اوراس دنبہ کا سینگ جو حضرت اسماعیل کے فدیہ میں جنت سے بھیجا گیا تھا اور وہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھا،سب کچھ جل گیا۔یہ واقعہ صفر ٦٤ ھ میں ہوا اوراس کے اگلے ماہ یزید مر گیا۔جب یہ خبر مکہ پہنچی تو یزیدی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

(تاریخ الخلفاء:۳۰۷)

اب اہلِ مدینہ پر مظالم ڈھانے والوں کے انجام کے متعلق تین احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مدینے والوں کے ساتھ جو بھی مکر کرے گا وہ یوں پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

(بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کریگا اللہ تعالیٰ اسے اسطرح پگھلائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

(مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اہلِ مدینہ کو ظلم سے خوفزدہ کرے گا ،اللہ اسکو خوفزدہ کریگا، اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن نہ اسکے فرض قبول ہونگے نہ نفل۔

(جذب القلوب،وفاء الوفاء)

O—O--O